فہمی ہویدی، مصر

عرب افغانوں پر کیا گزر رہی ہے؟

مجھے معلوم ہے کہ ''عرب افغان'' کی حمایت میں کچھ لکھنا ایک مہم جوئی سے کم نہیں یہ اصطلاح اب دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے ہم معنی ہو چکی ہے لیکن ''عرب افغان'' کی حمایت میں لکھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میں انسانیت کے ناتے ان کی حمایت کرنا چاہ رہا ہوں ان کے افکار و نظریات اور اعمال کی نہیں۔ وہ خواہ کتنی ہی سرکشی کر لیں لیکن وہ ہم میں سے ہی ہیں وہ انسان ہیں، ہماری طرح کے انسان، ان کے بھی کچھ حقوق ہیں، ان کو بھی عزت سے جینے کا حق ہے، وہ ہمارے شہری ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ وہ ہماری ہی اولاد ہیں۔ انہیں چاہے عاق کر دیا جائے لیکن بچے والدین کو پیارے ہی ہوتے ہیں۔ والدین تو اپنی اولاد کو جہنم میں نہیں جھونکتے۔ ہم ان سے لاتعلق کیسے رہ سکتے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم کہ اب ان کی تعداد کتنی ہے، ہاں اتنا ضرور پتہ ہے کہ ۸۰ء اور ۹۰ کی دہائی میں ۱۰ ہزار کے لگ بھگ افراد نے پاکستان کا ویزا حاصل کر کے پاک، افغان سرحد عبور کی تھی یہ اعداد و شمار پاکستان کے سرکاری اداروں کے جاری کردہ ہیں۔ یہ لوگ جہاد میں شرکت کرنے آئے یا امدادی کاموں میں البتہ اس سے لگ بھگ تعداد میں پاکستان کا سفارتخانوں نے ویزے جاری کئے تھے۔

ان لوگوں سے جو جرائم منسوب کئے جا رہے ہیں ان کے صحیح یا غلط ہونے کی بحث میں پڑے بغیر میں یہ پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارا ان لوگوں سے انسانی، اسلامی، وطنی اور قومی رشتہ ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان لوگوں کو وحشیانہ طریقوں سے قتل کیا جائے ان کی عزتیں پامال کی جائیں، ان کو جیلوں میں بند کر کے بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا جائے محض اس لئے کہ ان کا کوئی والی وارث نہیں اور ان کو گھروں سے نکالا گیا ہے۔ ''اتحادیوں'' کے ہتھے چڑھنے کے بعد ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے اور ہم خاموش تماشائی بنے یا ان سے اپنا منہ موڑ لیں یا ان کو موردالزام ٹھہرا کر کڑی سے کڑی سزاؤں کا مطالبہ کریں۔ یہ ہمارے لئے انتہائی خفت آمیز اور گھٹیا مقام ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے ساتھ اپنے اختلافات سے بالاتر ہو کر جنگی قیدیوں کے حوالے سے عالمی قوانین پر عملدرآمد کا مطالبہ کریں اور انہیں مقدمات کے لئے عالمی عدالتوں میں پیش کریں۔ ان کے ساتھ ہونے والے وحشیانہ سلوک کی پرزور مذمت اور اس پر صدائے احتجاج بلند کریں۔

عالمی ٹی وی چینلز اور پرنٹ میڈیا پر ان کی تصاویر نے ہمارے رونگٹے کھڑے کر دیئے ہیں۔ شمالی اتحاد کے زیر حراست عرب افغانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ مردہ لاشوں کی بے حرمتی، وحشیانہ تشدد کھلے عام ٹی وی چینلز پر دکھایا جا رہا ہے۔ ایک عرب افغان کو گرفتار کرنے کے بعد ایک شقی القلب نے اسکے منہ پر لوہے کی سلاخ سے کئی وار کیئے تاکہ اس کا سونے کا دانت نکال سکے۔ ایک عرب افغان کی لاش کو ٹھوکریں مارنے کی تصویر بھی اخباروں کی زینت بنی ہے۔

افغانستان میں عربوں کے حقوق کی کھلی پامالی ہو رہی ہے تو دوسری طرف خبر رساں ایجنسی رائٹرز نے نیوزی لینڈ سے یہ خبر نقل کی ہے کہ ایک بلی غلطی سے جنوبی کوریا جانے والے ایک بحری بیڑے میں سوار ہو گئی ہے جسے واپس کرنے کیلئے نیوزی لینڈ کے سرکاری ادارے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ وہ دیگر ممالک سے نیوزی لینڈ آنے والے بحری بیڑوں اور ان کے ممالک سے رابطے کر رہے ہیں تاکہ بلی کو واپس کیا جائے۔ یہ ساری کوششیں اس مقصد کیلئے ہو رہی ہیں کہ بلی غیر قانونی طور پر کوریا جا رہی ہے۔ کوریا میں اسے قرنطینہ میں رکھا جائے گا جہاں رہنے سے بلی کی نفسیات پر برا اثر پڑے گا! .... ایک اور خبر فرانس کی خبر رساں ایجنسی نے امریکہ سے بھیجی ہے جس میں بتایا گیا کہ جانوروں کے حقوق کے علمبردار کابل کے چڑیا گھر کے لئے چندہ جمع کر رہے ہیں۔ کابل کے چڑیا گھر کو جنگ سے شدید نقصان پہنچا ہے وہاں کے باقی ماندہ جانوروں کی بہتری کے لئے امریکہ سے دس ہزار جبکہ دنیا کے دوسرے چڑیا گھروں سے ۲۰ ہزار ڈالر چندے کی ضرورت ہے۔ ایک دلچسپ اور حیرتناک خبر اسی دن کے اخبار میں یہ چھپی کہ اقوام متحدہ نے افغانستان میں لڑنے والے غیر افغانیوں کی ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اقوام متحدہ نے کہا کہ ہمارے پاس ان کی ذمہ داری سنبھالنے کیلئے ذرائع کی کمی ہے۔ ان قیدیوں کی بحالی کیلئے مضبوط اقتصادی ڈھانچہ اور دیگر سہولتوں کی ضرورت ہے اور یہ چیز اقوام متحدہ اس وقت فراہم نہیں کر سکتی۔ ...... ان خبروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کابل کے چڑیا گھر کیلئے لوگوں کے دلوں میں ہمدردیاں موجود ہیں لیکن ہمارے ان عرب افغان بھائیوں کیلئے کسی کے دل میں کوئی ہمدردی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ انتہائی سفا کی کے ساتھ شمالی اتحاد کے کمانڈروں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہم تمام عربوں، شیشانیوں، پاکستانیوں کو قتل کر دیں گے اور آج یہی کچھ ہو رہا ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔

قلعہ جنگی میں بھی جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ خبر رساں ایجنسیوں کے مطابق عرب اور پاکستانی افغانیوں کو جنگی قیدی بنا کر مزار شریف کے قریب قلعہ جنگی کے تہہ خانوں میں قید کیا گیا۔ تین دن کے بعد یہ خبر آئی کہ وہاں بغاوت ہوئی اور ۴۵۰ غیر افغان باغیوں کو قتل کر دیا گیا، جن میں سے کسی نے بھی خود کو "فاتحین" کے حوالے نہیں کیا تھا۔ ٹائمز کے مطابق قلعہ میں ۸۰۰ افراد قید تھے جن میں ۲۵۰ عرب تھے۔ اخبار کا کہنا ہے کہ وہاں کا قتل عام دیکھ کر قبل از تہذیب کا دور سامنے آ گیا۔ امریکی انٹیلی جنس نے ہی اس بغاوت کو ہوا دی تھی۔ اس انسانیت سوز جرم پر حقوق انسانی کی تمام تنظیموں نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے جبکہ اس واقعے نے کئی اہم سوالوں کو جواب طلب بنا دیا ہے۔ قلعہ جنگی میں

نے والا قتل عام کیا واقعی بغاوت کا نتیجہ تھا یا اس کے پیچھے امریکہ کے انتقام کی پیاس تھی۔ قلعہ جنگی کے واقعات عالمی میڈیا پر آئے ہیں لیکن اس کے علاوہ اور بھی کتنے انسانیت سوز جرائم عرب افغانوں کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اور کسی کو ان کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

ٹائمز نے قلعہ جنگی کے واقعات کے عینی شاہد کی باتیں نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ۲۵ نومبر بروز اتوار امریکی انٹیلی جنس کے دو اہلکار قیدیوں سے تفتیش کرنے آئے۔ ان دونوں نے قیدیوں کو سرکشی پر اکسایا اور ان کے قتل کی دھمکی دیتے رہے۔ قیدی جو ایک دن پہلے خود کو حوالے کر چکے تھے کہ یہ تصور دیا جا رہا تھا کہ اب تم زندہ سلامت نہیں رہو گے۔

انٹیلی جنس کے ایک اہلکار کا نام مائیکل اسپان تھا۔ اس نے ایک عرب قیدی سے انتہائی گھٹیا اور تمسخرانہ لہجے میں پوچھا کہ تم افغانستان میں کیا کرنے آتے ہو؟ قیدی نے جواب دیا تمہیں قتل کرنے' یہ سننا تھا کہ انٹیلی جنس کے اہلکار نے جیب سے پستول نکال کر اس پر دو گولیاں چلائیں۔ قریب کھڑے تین اور قیدیوں پر بھی اس نے گولی چلا کے ان کو ہلاک کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی گردن بقیہ قیدیوں کے ہاتھوں میں تھی۔ اتنی دیر میں قیدیوں کے مسلح محافظ اندر آئے اور سب آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اسی اثناء میں انٹیلی جنس کا دوسرا اہلکار وہاں سے فرار ہوا اور تاشقند میں موجود امریکی سفارتخانے کو فون کر کے اس سے مدد طلب کی۔ فون پر اس نے یہ بھی کہا کہ حالات کنٹرول سے باہر ہیں ہمیں اسپیشل فورس اور ہیلی کاپٹروں کی ضرورت ہے۔

ایک اور عینی شاہد کا کہنا ہے کہ قیدیوں نے محافظوں کے تیس کلاشنکوف رائفلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بغاوت کے تین گھنٹے بعد اسپیشل فورس کے ۴۰ مسلح فوجی اور امریکن آرمی سمیت ایف ۱۸ جنگی طیاروں نے بمباری کے ذریعہ حالات کو اپنے کنٹرول میں کر لیا۔ لڑاکا طیاروں نے قلعہ پر ۴۰ سے زیادہ حملے کئے جس میں گریپ شاٹس بموں کا بھی استعمال کیا گیا۔ قلعہ سے جلی ہوئی لاشیں نکالی گئیں تو ان میں سے ۲۵۰ قیدیوں کے ہاتھ پیر مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام قیدی بغاوت میں شریک نہیں تھے۔ یہ مزاحمت تین دن تک جاری رہی۔ ان دنوں میں قیدیوں کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا نہ پینے کو۔ آخری دن قیدیوں نے گھوڑا ذبح کر کے کھایا۔

افغانستان میں غیر افغانوں کے ساتھ جو شرمناک بہیمانہ سلوک کیا جا رہا ہے اس کے خلاف کوئی آواز اٹھانے کی ہمت نہیں کر رہا ہے۔ جبکہ ان جرائم کے ارتکاب میں ان لوگوں کا ہاتھ ہے جو بار بار ہمیں انسانی حقوق کا تحفظ کا درس دیتے رہے ہیں۔ افغانستان میں عربوں اور دیگر اسلامی ممالک کے جگر گوشے قتل ہو رہے ہیں اور دنیا نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے میں دکھتی رگوں کو چھیڑنا نہیں چاہتا البتہ یہ سوال ضرور کروں گا کہ قلعہ جنگی میں مہذب دنیا کے قیدی ہوتے تو کیا ہوتا۔ کاش کہ ہم نے نیوزی لینڈ کے لوگوں جیسا سلوک کیا ہوتا جو اپنی گمشدہ بلی کو واپس لانے کیلئے تڑپ اٹھے۔

(قاہرہ سے شائع ہونے والے اخبار الاہرام سے فہمی ہویدی کے مضمون کا ترجمہ)